سرکاری رپورٹ

چھٹا/ بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کی کارروائی

منعقدہ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۴ء

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱-	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
۲-	وقفہ سوالات	۳
۳-	رخصت کی درخواستیں	۲۹
۴-	قرارداد نمبر ۲۷ منجانب مولانا عبدالباری (نامنظور) قرارداد نمبر ۳۲ پیش نہیں ہوئی قرارداد نمبر ۴۲ منجانب مولانا عبدالواسع (نامنظور) قرارداد نمبر ۴۴ (محرک کی عدم موجودگی پر قرارداد پیش نہ ہو سکی) قرارداد نمبر ۴۶ (محرک نے واپس لے لی)	۳۰

جلد

شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ جناب اسپیکر ----- عبدالوحید بلوچ
۲۔ جناب ڈپٹی اسپیکر ----- مسٹر ارجن داس بگٹی

افسران صوبائی اسمبلی

۱۔ سیکریٹری اسمبلی ----- مسٹر اختر حسین خاں
۲۔ جوائنٹ سیکریٹری ----- محمد افضل

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چھٹا بجٹ اجلاس

مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری

(بروز پنجشنبہ)

زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی۔ ڈپٹی اسپیکر

بوقت تین بج کر پینتیس منٹ (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوند زاد

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ٥ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً
وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَاتَكُنْ مِّنَ
الْغٰفِلِيْنَ ٥
صدق اللّٰه العظيم

ترجمہ :۔ اور ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے پروردگار کو دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو۔ اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔

X ۱۴۷ **مولانا عبدالباری** :- کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا درست ہے کہ ہزار گنجی کے درختوں اور جنگلی جانوروں کو نقصان پہچایا گیا ہے

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ذمہ دار لوگوں کے خلاف قانونی کاروائی کی گئی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے۔

عبدالقہار خان ودان (وزیر جنگلات) :- جی ہاں۔ یہ بات ہے۔
جی ہاں۔ ہزار گنجی نیشنل پارک کے عملے نے ذمہ دار افراد میں سے تین ملزمان کو گرفتار کرکے قریبی پولیس اسٹیشن کے حوالے کیا۔ ان ملزمان پر اب بھی مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

وقفہ سوالات

جناب ارجن داس بگٹی (ڈپٹی اسپیکر) :- اب وقفہ سوال ہے۔ سوال نمبر ۱۴۷ مولانا عبدالباری صاحب دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر صاحب یہاں ذمہ دار کے خلاف کاروائی تو ہوتی ہے تین افراد کی خلاف کیا ہوا کیا اس کے لئے کوئی ٹھوس پروگرام ہے آپ کے پاس؟

مسٹر عبدالقہار خان ودان (وزیر جنگلات):- مولانا صاحب جہاں تک آپکی تجویز ہے تو تین افراد کے خلاف مقدمہ عدالت میں ہے جو فیصلہ عدالت دے

مولانا عبدالباری :- میری تجویز یہ ہے کہ جو پکڑے سزا وہی دے

وزیر جنگلات :- سزا تو عدالت ہی دیتی ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا عبدالواسع صاحب سوال نمبر ۱۷۹ دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالواسع :- کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے

کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ منتخب حکومت نے سابقہ نگراں حکومت کی منظور شدہ اسکیمیں کو منسوخ کردیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ اسکیمات کی تنسیخ سے عوام کو آگاہ کیا گیا۔ نیز مذکورہ اسکیمات کے لئے مختص شدہ فنڈز کو آئندہ کس مد میں خرچ کرنے کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے تفصیل دی جائے

X ۱۷۹ مولانا عبدالواسع :۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ کیا درست ہے کہ موجودہ منتخب حکومت نے سابقہ نگراں حکومت کی منظور شدہ اسکیمات کو منسوخ کردیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ اسکیمات کی تنسیخ سے عوام کو آگہ کیا گیا۔ نیز مذکورہ اسکیمات کے لیے مختص شدہ فنڈز کس قدر تھا اور مذکورہ نفڈز کو آئندہ کس مد میں خرچ کرنے کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے تفصیل دی جائے۔

جام محمد یوسف (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات) :۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ موجودہ حکومت نے کسی منظور شدہ اسکیم کو منسوخ کیا ہے بلکہ حقیقت اس کے عکس ہے کہ نگراں حکومت نے اسمبلی سے منظور شدہ اسکیموں کو منسوخ کردیا۔

نگراں حکومت نے نگراں وزراء کے لئے ۵۲ پچیس لاکھ روپے مختص کئے اس کے علاوہ چند دوسری اسکیموں کو بھی شامل کیا۔ موجودہ کابینہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں یہ فیصلہ کیا کہ نگراں حکومت کے وقت شامل کی گئی اسکیموں پر عمل درامد نہ کیا جائے

(ب) نگراں کابینہ نے جن اسکیموں کو پی۔ایس۔ڈی۔پی ۹۴۔۱۹۹۳ء میں شامل کیا اس

کے لئے کوئی علیحدہ رقم مختص نہیں تھی بلکہ اسمبلی سے منظور شدہ بجٹ میں ردوبدل کیا گیا۔

سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے منظور شدہ پی۔ ایس۔ ڈی۔ پی کا حجم ۴۵۱.۷ کروڑ روپے کا تھا لیکن دستیاب زائل ۳۷۷.۳ کروڑ روپے تھے اس طرح سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں جو پی ایس ڈی پی ترتیب دیا گیا تھا اس پر عمل درآمد کے لئے ۷۴ کروڑ روپے کی کمی تھی اس لئے کوئی ایسا فنڈ نہیں جو حکومت کسی مد میں خرچ کرے بلکہ دوران سال بعض اسکیموں پر عمل درآمد ست رہا اور بعض کے لئے رقم مہیا نہیں کی جا سکیں کیونکہ وسائل مہیا نہیں تھے۔

جام محمد یوسف (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات) :- مسٹر اسپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اگر انکا کوئی ضمنی سوال ہو تو میں حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ تاہم اگر سپلیمنٹری سوال ہے تو مولانا صاحب کریں

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر میں نے دو سوال پوچھے تھے مجھے اب تک جواب نہیں ملا۔ آج میز پر کہا گیا ہے اب اسکی کیا تصدیق ہو سکتی ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا تاہم آج میز پر رکھ دیا گیا ہے آیا یہ جواب صحیح بھی ہے یا غلط ہے اسکی کیا تصدیق ہو سکتی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- اس کے لئے یہ ٹیبل پر ڈسٹریبوشن ہو چکی ہے اگر وہ چاہیں تو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا صاحب چونکہ دو چھٹیاں درمیان میں آئیں تھیں دو گھنٹے پہلے جواب ملا تاہم وزرائے کرام سے ہم کہیں گے کہ وہ اس چیز کے بارے میں محتاط رہیں۔ اگلا سوال مولانا عبدالوسع صاحب

مولانا لواسع :- کیا وزیر منصونہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد میں سینٹرل ڈیویلپمنٹ

ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں بلوچستان کے ترقیاتی اسکیموں کے لئے تقریباً ۲۰۰ کروڑ روپے کا فیصلہ ہوا جبکہ دیگر صوبوں کو ان کا مختص شدہ حصہ مل چکا ہے

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو بلوچستان کو اس کا اپنا حصہ نہ ملنے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- یہ درست نہیں ہے کہ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد میں سینٹرل ڈیویلپمٹ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں بلوچستان کے ترقیاتی اسکیموں کے لئے تقریباً ۲۰۰ کروڑ روپے کا فیصلہ ہوا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اجلاس ہذا میں بلوچستان سے متعلق کسی اسکیم کو زیر بحث نہیں لایا گیا تھا۔ جزو (لف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ لہٰذا وجوہات کی تفصیل دینا ضروری نہیں ہوگا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- اگر جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔؟ (پڑھا ہوا تصور کیا گیا)۔

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر صاحب۔ سوال میں میں نے پوچھا تھا "کیا یہ درست ہے کہ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۲ء کو اسلام آباد میں سینٹرل ڈیویلپمنٹ کمیشن کا ایک اجلاس ہوا جس میں بلوچستان کے ترقیاتی اسکیموں کے لئے تقریباً دو سو کروڑ روپے کا فیصلہ ہوا جبکہ دیگر صوبوں کو ان کا مختص شدہ حصہ مل چکا ہے"

بلوچستان کو جو دو سو کروڑ روپے ملنے تھی میرا اصل سوال محکمے سے یہ ہے کہ محکمے نے یا اسمبلی والوں نے اس میں ردوبدل کیا ہے کہ اس کا کیا فیصلہ ہوا؟ اس میں ردوبدل کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دو سو کروڑ روپے نہ ملنے کی وجوہات کیا تھیں جبکہ سندھ پنجاب اور صوبہ سرحد کو انکا حصہ مل گیا لیکن بلوچستان کو کیوں نہیں ملا۔ اس کی وجہ کیا ہے اس بد بخت صوبہ کا اس اجلاس میں کیوں نہیں ملا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- سوال دیا گیا ہے میں یہ کہوں گا کہ سی ڈی ڈبلیو

سی سے فنڈز کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کو فنانس ڈیل deal کرتی ہے میں پہلے تو یہ کہنا چاہتا ہوں دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے یہ ضرور کہوں گا کہ مولانا صاحب کی وفاق سے زیادہ وابستگی ہے ہو اپنی طرف سے وفاق پر زور دیں تاکہ ہم پر جو کنسٹریٹ Constraint ہے اس کو پورا کیا جا سکے یہ بہتر ہوگا۔ ویسے دو سو کروڑ کے بارے میں حقیقت ہے کہ کوئی ہمارا زور نہیں تھا کہ وہ کیوں نہیں ملے؟

مولانا عبدالواسع :۔ جناب اسپیکر پہلے تو میں وزیر صاحب کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ سینٹرل منسٹر رہ چکے ہیں سی ڈی ڈبلیو سی کا جو اجلاس ہوا اکنامک کمیشن کی میٹنگ جو ہوئی ہے اس میں فیصلہ ہو جاتا ہے ہر صوبہ کا حق مل گیا لیکن اس بد قسمت صوبے سے مرکز کے اجلاس میں نہیں جاتے میں یہ سمجھتا ہوں۔ میری معلومات کے مطابق ہمارے لوگ اجلاس میں نہیں جاتے۔

عطا جعفر کو بھی انہوں نے مرکز سے اطلاع دی تھی کہ اگر وہ اجلاس میں شرکت نہیں کرینگے تو صوبے کا حق نہیں ملے گا۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر اطلاعات) :۔ جناب اسپیکر جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو وہ اپنے سوال کی حد تک ضمنی سوال کریں۔

مولانا عبدالواسع :۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے یہ صوبے کا حق ہے اجلاس میں آپ لوگ تشریف لے جایا کریں۔ جام صاحب آپ تشریف رکھیں یہ صوبے کے حقوق کے بارے میں ہے ایسی بات نہیں۔ اس میں آپکی ذاتی دلچسپی نہیں ہے اس صوبے سے چونکہ عطا جعفر نے شرکت نہیں کی۔ (جناب ڈپٹی اسپیکر نے مائیک بند کر دیا)

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ مولانا آپ سپلیمنٹری سوال کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) :۔ مولانا صاحب ہم تو ایک روپے کے لئے بھی جاتے ہیں یہ تو آپ نے اپنی طرف سے دو سو کروڑ روپے قرض کے لئے پہلے آپ فیصلہ

کریں کہ کیا واقعی دو سو کروڑ روپے تھے۔ پھر کہیں کہ آپ نہیں گئے۔

مولانا عبدالواسع :- جب میں اسلام آباد میں تھا میں نے وہاں پوچھا تھا (مداخلت)

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) :- مولانا صاحب آپ اسلام آباد میں تھے لیکن ہم یہاں تھے دو سو کروڑ کوئی معمولی رقم نہیں ہے۔

مولانا عبدالواسع :- صوبے کے حقوق لینے میں نہ ہمارے وزیر اور نہ ہی افسر دلچسپی لیتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک :- جس میں اب ہم بالکل دلچسپی لے رہے ہیں۔ آپ کیوں اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ آپ ہی صرف اس غریب صوبے کے دفاع کرنے والے رہ گئے ہیں یہاں ہم بیٹھے ہیں وہ بھی اسکے دفاع میں دلچسپی لیتے ہیں۔ تو پھر کیوں آپ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں ذمہ دار کون ہے۔

مولانا عبدالواسع :- اپنے بیوروکریٹس پر آپ کی گرفت مضبوط نہیں ہے تو پھر ذمہ دار آپ کیوں نہیں ہیں۔ ذمہ دار کون ہے۔ آپ اور آپ کی حکومت ذمہ دار ہے۔

جام میر محمد یوسف (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات) :- جناب اسپیکر۔ میں یہ اس لئے کہوں گا کہ یہ ایک ریلیونٹ relevant نہیں ہے جس طرح میں مرکز میں منسٹر برائے واٹر اینڈ پاور تھا (مداخلت)

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر اگر میں غلط بتا رہا ہوں تو وزیر صاحب سے یہ پوچھیں اور وجہ بتائیں کہ کیوں نہیں ملا۔ اس اجلاس میں جبکہ دوسرے صوبوں کے حقوق مل گئے؟ لیکن بلوچستان کو ملنے کی کیا وجوہات تھیں اگر میں غلط بتا رہا ہوں تو وہ بتائیں کہ ہمارے صوبے کو کیوں نکال دیا گیا؟ اس اجلاس سے اشرف صاحب کو اور سکریٹری ناصرالدین کو کیوں نکال دیا گیا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- (پوائنٹ آف آرڈر) میں یہ ضرور کہونگا کہ یہ فنڈز نہیں ملے جے یو آئی کی فور اور ریکمنڈیشن recomnendation نہیں تھی فیڈرل گورنمنٹ میں۔

مولانا عبدالواسع :- آپ منسٹر ہیں۔ آپ دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں جب وہ واپڈا کے وزیر تھے تو وہ دو کھمبے دکھائیں سارے بلوچستان میں میں نے درخواست لکھ کردی۔ (مائیک بند کیا گیا)

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) :- (پوائنٹ آف آرڈر) آپ اس لو پروسیڈ کریں پراپرٹی property اگر مولانا صاحب نے جو سوال کیا ہمیں اس رقم کا پتہ نہیں ہمیں کوئی ہمارے سر پر تھوپ رہے ہیں یہ جو مولانا صاحب نے بار بار تیر مارا ہے یا ہم نے جو تیر مارا ہے تو پھر یہاں سے واپڈا کے خلاف کیوں ڈیبیٹس ہو رہی ہے۔

جام میر محمد یوسف (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات) :- (پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینشن) جناب اسپیکر! ابھی اس قوقت وفاق میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جس کے ساتھ مولانا صاحب کی وابستگی ہے۔ اگر مولانا صاحب خود محترمہ بینظیر صاحبہ سے دریافت کریں پوچھیں It would be relevant کہ جو highest اتھارٹی کی میٹنگ تھی اس میں میں نے اپنی طرف سے کیا کچھ نہیں کہا وہ سب ریکارڈ پر ہے بلوچستان کے بارے میں جو کچھ میں نے کہا اگر نہیں کہا تو اس کا جرم دا کون ہے۔

مولانا عبدالواسع :- اگر آپ اپنے سیکریٹری وہاں بھجوائیں ان میٹنگز میں تو میرے خیال میں آپ اپنے صوبے کے حقوق حاصل نہیں کر سکتے ہیں کوئی ایسا (مداخلت)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :- وہ آپ بلوچستان کے بارے میں بہتر سوچ سکتے

ہیں۔

جناب اسپیکر :- اگلا سوال سردار محمد اختر مینگل صاحب کا ہے۔

X ۱۹۱ **سردار محمد اختر مینگل :-** کیا وزیر ملازمتہاء و امور انتظامیہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں ۹۲-۱۹۹۱ء تا ۹۴-۱۹۹۳ء گریڈ ۱ تا ۱۵ کتنے ملازمین بھرتی گئے گئے ہیں۔ ان کی ڈویژنل وار تفصیل دی جائے نیز ان آسامیوں کے لئے ڈویژن وار کتنا کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔

نوٹ :-

	کل تعداد	
۱-	جونیئر کلرک	۱۹۳
۲-	اسسٹنٹ	۲۵
۳-	جونیئر اسکیل اسٹینوگرافر	۱۰۱
۴-	سینئر اسکیل اسٹینوگرافر	۱۰
	ٹوٹل	۳۲۹

عبوری دور حکومت

میر نصیر خان مینگل، وزیر اعلیٰ بلوچستان

جونیئر کلرک (گریڈ ۵)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱	-	-	-
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	-	-	۱	-	۱	۱	-	-	-	۳	-	-

جونیئر اسکیل اسٹینوگرافر (گریڈ ۱۲)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	-	۱	-	-	-	-	۱	۱	-	-	۳	-
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	-	-	+	۱	۱	-	-	-	-	-	۳	

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی)

دوسرا دور حکومت ۲۶-۱۰-۹۳ تا حال

جونیئر کلرک (گریڈ ۵)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۸	۱	–	۱	–	۱	–	۱	۱۱	۳۰	–	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۸	۵	۳	۳	۳		۴	۲	۲	۳۰	–	–

ڈاکٹر کلیم اللہ

پہلا دور نومبر ۱۹۹۲ء تا جولائی ۱۹۹۳ء

جونیئر کلرک (گریڈ۵)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۱۵	۵	۹	۴	۲	۱۲	۴	۷	۳۵	–	–	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۱۱	۱۰	۷	۷	۸	۷	۴	۴	۵۸	–	–	–

جونیئر اسکیل اسٹینوگرافر (گریڈ۱۲)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۴	۵	۲	۱	–	۳	۲	۳	–	–	۲۰	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۴	۴	۳	۳	۲	۲	۱	۱	–	–	۲۰	–

اسسٹنٹ (گریڈ۱۱)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	–	۹	–	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	–	۹	–	–

سعید احمد ہاشمی

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی ۱

۹۲-۵-۱ تا ۹۲-۷-۳۱

جونیئر کلرک (گریڈ ۵)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۷	۲	–	–	۱	۶	–	۲۵	۴۱	–	–	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۷	۷	۶	۶	۴	۵	۳	۳	۴۱	–	–	–

جونیئر اسکیل اسٹینو گرافر (گریڈ ۱۲)

(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۱۰	–	–	–	۱	۵	–	۶	–	–	۲۲	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۲	۲	–	–	۲۲	–

اسسٹنٹ (گریڈ ۱۱)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	–	–	–	–	–	–	۱	۱	۱	۱	–	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	–	–	۱	–	–	–	–	–	–	۱	–	–
جونیئر اسکیل اسٹینوگرافر (گریڈ ۱۲)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۶	۴	–	–	–	۱۳	۲	۷	–	–	–	۳۲
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۶	۶	۴	۴	۴	۴	۲	۲	–	–	–	–
اسینئر اسکیل اسٹینوگرافر (گریڈ ۱۵)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۱	–	۱	–	–	۲	–	–	–	–	–	۴
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۱	۱	۱	۱	–	–	–	–	–	–	–	۴
اسسٹنٹ (گریڈ ۱۱)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۲	–	–	–	–	۲	–	۲	–	۷	–	–

(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۲	–	–	۱	۱	۱	۱	–	–	۷	–	–
جونیئر اسکیل اسٹینوگرافر (گریڈ ۱۲)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۴	۱	۱	۱	–	۲	–	۱۵	–	–	۲۴	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۴	۴	۳	۳	۳	۳	۲	۲	–	–	–	–
سینئر اسکیل اسٹینوگرافر (گریڈ ۱۵)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۲	–	–	–	–	۱	۱	۲	–	–	–	۶
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۲	۱	–	–	–	–	۱	۱	۲	–	–	۶
اسسٹنٹ (گریڈ ۱۱)												
(الف) بھرتی شدہ ملازمین	۲	–	–	–	۱	۱	۴	–	۸	–	–	–
(ب) طے شدہ کوٹہ بمطابق پالیسی	۲	۲	۱	۱	۱	۱	–	–	۸	–	–	–
کل تعداد	۱۹۳								۲۵	۱۰۱	۱۰	

جناب ڈپٹی اسپیکر :- کوئی ضمنی سوال؟

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! اس سوال پر ضمنی سوال بھی کچھ زیادہ ہی ہونگے۔ جیسا کہ اس لسٹ میں دیا گیا ہے اور جونیر اسکیل اسٹینو گرافر کی جو لسٹ دی گئی ہے۔ ۱۹۹۲ء تا جولائی ۱۹۹۳ء تک آپ دیکھیں اور وزیر صاحب بتائیں کہ کس سال اور کس مہینے میں یہ اپوئنمنٹ appointments ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جی جناب وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ہا و امور انتظامیہ) :- سردار صاحب آپ کیا فرما رہے تھے؟

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! اگر وزیر صاحب صفحہ ۷ پر جونیر اسکیل اسٹینو گراف (الف) ۳۲ جو بھرتی ہوئے ہیں۔ وہ آپ کی لسٹ کے مطابق ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۳ء میں بھرتی ہوئے ہیں یا اس کے بعد ہوئے ہیں؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ہا و امور انتظامیہ) :- جناب والا! آپ کیا میرے دور کی بات کر رہے ہیں۔ اس بارے میں آپ ذرا سن لیں۔ اس سلسلہ میں کئی ادوار آئے۔ درمیان میں انٹریم پریڈ Interim Preiod یعنی انٹریم گورنمنٹ Interim Govermnent بھی آئی۔ عبدالباری صاحب نے بھی ایک مہینہ چارج لیا۔

(مداخلت)

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! میں نے چارج نہیں لیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب آپ اپنی چیزیں ہمارے سر نہ ڈالیں۔ انھوں نے نوٹیفکشن انھوں نے کردیا تھا۔ لیکن میں نے چارج نہیں سنبھالا تھا۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ہا و امور انتظامیہ) :- جناب

والا! اس کے بعد جمالی صاحب کی حکومت ائی۔ پھر مگسی صاحب کی حکومت تھی اور اس کے بعد پھر مگسی صاحب کی حکومت آئی۔ میرے خیال میں جمالی صاحب کے دور میں ہم جولائی میں تھے۔ چھ سات مہینے اس دور میں رہے اور چھ سات مہینے اس دور میں ہوئے ہیں۔ میرے متعلق اس دور کے اعتراضات ہیں وہ مجھے بتادیں اس میں آپ کا کیا مطلب ہے؟

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! اس میں یہ تھا کہ یہ جو بتیس بھرتی ہوئی ہیں کیا موجودہ دور حکومت کی بھرتی بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ وہاں پر لکھے ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۳ء جو لسٹ دی گئی ہوئی اس میں پہلا دور نومبر ۱۹۹۲ء۔ ۱۹۹۳ء۔ اس میں ۳۲ اپوائنٹمنٹس appointments دی گئی ہیں تو اس میں آیا موجودہ دور کی بھی اپوائنٹمنٹس appointments بھی شامل ہیں۔ یا نہیں؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ھاو امور انتظامیہ) :- جناب والا! نہیں میرے خیال میں موجودہ دور نہیں ہے۔ یہ دو دور میں ہوئے تھے۔ میرے ٹائم میں دو مرتبہ بھرتیاں ہوئیں تھیں۔ ایک جمالی صاحب کے دور میں ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۳ء میں اب جو ہے کہ میرے خیال میں ۱۹۹۴ء میں ہوئے ہیں۔ دو مرتبہ ہوئے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! ۱۹۹۴ء بھی اس میں شامل ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ھاو امور انتظامیہ) :- جی ہاں تو اس میں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! میں اس میں صرف یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ صرف ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۳ء کی بھرتی ہیں یا ان ۳۲ آسامیوں میں ۱۹۹۴ء بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ھاو امور انتظامیہ) :- جناب والا! اس سال کی بھرتی اس میں شامل ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! اگلا سپلیمنٹری جونیئر اسکیل اسٹینو گرافرز ۳۲ جو بغیر اشتہار کے بھرتی کیے گئے ہیں۔ ان میں سنیئر اسکیل اسٹینو گرافرز چار ہیں اس کے علاوہ اور اسسٹنٹ جو بھرتی کیے گئے ہیں ان کی تعداد سات ہے۔ یہ بھی بغیر اشتہار کے بھرتی کئے گئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت کریں گے کہ اس وقت سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ ہے کہ بغیر اشتہار کے کوئی بھی اپوائنٹمنٹس نہیں ہو نگی۔ یہ بغیر اشتہار کے اپوائنٹمنٹس کیسے ہوئی ہیں؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ھاو امور انتظامیہ) :- جناب والا! اس ادوار کا میں بتاؤں یا دونوں ادوار کا؟ میرے خیال میں میں آپ کو اپنا ٹوٹل بتا دوں۔ کیونکہ آپ کے سوالا تقریباً ایک ہی قسم کے ہونگے۔ اس میں دونوں مرتبہ میرے دور میں جو انٹرویو ہوئے ہیں باقاعدہ تشہیر کے بعد ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ ۱۵۴۰ (پندرہ سو چالیس) لڑکے اپیئر appear ہوئے اور ہندرہ سو چالیس لڑکے بغیر تشہیر کے اپیئر ہوسکتے نہیں ہیں اور دوسری مرتبہ تقریباً گیارہ سو چالیس (۱۱۴۰) لڑکے تھے یا ساڑھے گیارہ سو۔ دونوں مرتبہ باقاعدہ اخبار میں تشہیر کی گئی۔ اس کے لئے کمیٹی اور باقاعدہ اس کا انٹرویو۔ اس پر تقریباً ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ لگا تھا۔ یہ دونوں بھرتیاں کمپلیٹ سپریم کورٹ کے آرڈر کے مطابق تقریباً یہ چیزیں ہوئی ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! ڈاکٹر صاحب نہ صرف یہ آپ کے دور میں ہوئے بلکہ ھاشمی صاحب کے وقت کی بھی میں بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ وہ لسٹ بھی آپ نے مہیا کی ہوئی ہے۔ ان کے وقت سے لے کر ان سے پہلے خان جمالی صاحب تھے یہ میرے پاس ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۳ء تک کی یہ لسٹ میرے پاس ہے۔ سوری Sorry یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ۱۹۹۳ء میں ہوا تھا۔ یہ فروری ۱۹۹۳ء کی لسٹ میرے پاس ہے۔ جو اپوائنٹمنٹس appointments بغیر اشتہار کے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ملازمت ہا و امور انتظامیہ) :- جناب والا! یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ اپریل ۱۹۹۳ء میں آیا بلکہ اپریل کے بعد یہ فیصلہ آیا میرے خیال میں - یہاں بلوچستان میں پہنچا - وہاں پر یہ فیصلہ کب ہوا - یہاں پر جو امپلیمنٹیشن Implementation کے لئے پہنچا وہ اپریل یا اس کے بعد کا تھا - لہٰذا اگر فروری میں یہ بھرتیاں ہوئیں تو میرے خیال میں وہ اس فیصلے کے زد میں نہیں آتیں - جونہی فیصلہ پروانشل گورنمنٹ کے پاس پہنچا اور انھوں نے ہمیں بتایا تو اس کے بعد کوئی بھی انٹرویو بغیر پراپر Proper طریقہ کے یا اخبار میں تشہیر اور انٹرویو کے بغیر نہیں ہوئی ہیں - اس کا میں آپ کو ثبوت دے سکتا ہوں - جتنے بھی لوگ آئے ہیں - پندرہ سو ساڑھے پندرہ سو اور ساڑھے گیارہ سو انھیں سب کو پراپر porper طریقے سے کیا ہے -

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مسٹر کچکول علی صاحب -

مسٹر کچکول علی (وزیر) :- جناب اسپیکر صاحب! یہ تو قدرتی امر ہے کہ منسٹر صاحب کے ساتھ ہماری ہمدردیاں ہیں تعاون ہے کیونکہ ہم لوگ ٹریژری بینچز پر ہیں لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں اور میرے پاس یہ ڈاکومنٹس ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ لوں - اس کا جو Conclustion ہے - میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو پیپر ہیں یہ اسمبلی کی پراپرٹی ہیں -

(انگریزی)

Mr. KACHKOL ALI

It is pointed out that Zonal quota has not been observed in Civil Secretariat since 1985 from record of these departments and no relaxation has been obtained from the competent Authority. It is suggested that we may be permitted to work out the exact date from which the Zonal quota had been distribution will be totally changed and justice will be done with every Zone.

According to these documents also has been prepared for the perusal of Chief Secretary.

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جی سردار صاحب ضمنی سوال۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! جیسا کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ان کے دور میں کوئی اپوائنٹمنٹ appointments اخبار میں اشتہار دیئے بغیر نہیں ہوئے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ جون ۹ کو مسٹر عبدالغفار ولد حاجی باراں کو بطور جونیئر کلرک بھرتی کیا گیا اس کا ایڈورٹائیزمنٹ کس اخبار میں دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- جناب والا! اس کے لئے یہ ہوا تھا کہ پہلے جب انٹرویو لئے گئے ۱۴، ۱۵ سو لڑکے تھے۔ اب بات یہ ہے کہ کوئی ایک پوسٹ اس کے بعد نکل آئی تو اس کے لئے پھر ۱۴۰۰ لڑکوں کا انٹرویو لینا محال ہوتا ہے پھر اس انٹرویو کے دوران بعد میں لڑکوں کی ایک میرٹ لسٹ بنائی۔ ویٹنگ لسٹ تھی۔ پھر بعد میں باری سے لڑکوں کی آئی ہے تو میرے خیال میں کچھ لڑکوں کو ہم نے اس طرح رکھا تھا کہ وہ اس ایڈورٹائیزمنٹ سے گزر کر وہ میرٹ لسٹ پر آگئے تھے ۲، ۴ لڑکے شاید بعد میں اس طرح ہو گئے ہوں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہوا ہے سیکریٹریٹ رولز کے تحت درجہ چہارم کے ملازمین کے لئے کوئی ریجنل کوٹہ مخصوص نہیں ہے اور ان پوسٹوں پر صرف مقامی افراد کو بھرتی کیا جا رہا ہے میں وزیر صاحب کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ ڈویژنل کوٹہ جس سے انہوں نے انکار کیا ہے اسے ۲ گریڈ تک ڈویژنل کوٹہ نہیں بھی ہے اور اس کی باقاعدہ نوٹیفکیشن کاپی بھی میرے پاس ہے مگر ڈرائیور کی جو آپ نے ۱۹ آسامیاں بھری ہیں ان کو بھی آپ نے اس کیٹگری میں درجہ چہارم میں رکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- یہ ہمیں آپ کے ساتھ مل کر دیکھنا ہو گا کہ آپ کا نوٹیفکیشن کیا ہے اور سیکریٹریٹ رولز کیا ہیں اور جہاں

تک ہمارے پاس رولز ہیں اس میں یہی ہے کہ جونیئر کلرک سے نیچے جن کو درجہ چہارم کے ملازمین کہتے ہیں ان کے لئے یہ ہوتا ہے کہ ایک چپڑاسی کو مکران سے بھرتی کرنا ژوب سے بھرتی کرنا یہاں رہنا۔ ان کا اپنا مکان یہاں نہیں ہوتا ہے۔ درجہ چہارم کے جتنے ملازمین ہے یہ چار۔ پانچ کے درجے کے ملازمین ہوتے ہیں ان کو ہم درجہ چہارم کے ملازمین گنتے ہیں یہ سیکریٹریٹ رولز آپ کے ساتھ ٹیلی کرنا پڑے گا۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! اگر وزیر موصوف چاہیں تو ان کو میں یہ پڑھ کر سناؤں

Post PBs3 in the office when service whole province will be filled in according to the said recruitment However the PBS 1-2 shall be filled in on local basis policy.

ایسا ہی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ

توکیا وزیر موصوف کو رولز کے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- آپ چونکہ دوربین اٹھا کر اس کے لئے اسپیشل ریسرچ کرتے ہیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ صوبے کے ۲۵ محکموں سے آپ کو یہ نظر آتا ہے۔ اس سال مجھے ۱۵ نوکریاں ملی ہیں۔ کچھ تو پبلک سروس کمیشن کا ورثہ ہیں۔ اس سے پچھلے سالوں میں بجٹ میں سوا چار ہزار نوکریاں مختلف وزرا نے اپنے محکموں میں دی ہیں اگر یہ ایک دو نوکریاں دی ہیں تو کیا فرق پڑا ہے۔ جو دو ڈھائی ہزار نوکریاں ہوتی ہیں وہ تو آپ کے وزراء بھرتی کرتے ہیں آپ بھی ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ آپ ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرتے ہیں آپ کی اپنی پارٹی ہے۔ یہ اسمبلی بھی پورے بلوچستان کا مرکز ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا ! وزیر موصوف اسمبلی کے متعلق کوئی سوال بحث تحریری طور پر اسپیکر کی اجازت سے کسی مسئلہ پر بحث کرسکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

کچکول صاحب نے جو ستاویز پیش کی ہے اس اہمیت کے پیش نظر عوامی اہمیت ہونے کی وجہ سے ھاؤس کی پراپرائی بنایا جاتا ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا ! جو میرا دوسرا ضمنی سوال ہے میں نے اس کے لئے جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب سے اجازت بھی مانگی ہے کہ یہ معاملہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق ہے اس میں ڈویژنل کوٹہ کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ یہ صرف ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب کے وقت سے نہیں ہے یہ شروع سے اب تک ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو یہ لسٹ مہیا کردوں پڑھ کر سنادوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- آپ لسٹ سردار صاحب کو دے دیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر جو میرٹ کے لیے جونیئر کلرک بھرتی ہوئے تھے وہ ۳۷ تھے مگر بھرتی کئے گئے ۴۲۔ قلات کے لئے ۳۶ بھرتی کئے جانے تھے وہاں پر بھرتی ۱۷ کئے گئے۔ ژوب کے لئے ۲۴ بھرتی کئے جانے تھے وہاں ۱۴ بھرتی کئے گئے ہیں نصیر آباد کے لئے ۳۴ بھرتی کئے جانے تھے وہاں ۱۸ بھرتی کئے گئے اس طرح مکران کے لئے ۳۴ بھرتی کئے جانے تھے وہاں ۶ بھرتی کئے گئے ہیں کوئٹہ ڈویژن کے لئے جہاں ۲۴ بھرتی کرنے تھے وہاں ۳۸ بھرتی کئے گئے۔ اس طرح سبی ڈویژن کے لئے ۱۲ بھرتی کئے جانے تھے وہاں ۹ بھرتی کئے گئے ہیں کوئٹہ سٹی جہاں کوٹہ ۱۲ کا تھا۔ وہاں جناب اسپیکر ۵۳ بھرتی کئے گئے اس لسٹ کافی لمبی ہے کیا آپ کو پڑھ کر سنادوں؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- ٹھیک ہے اس

کے متعلق آپ کے سوال کا جواب دونگا آپ نے جواب نہیں سنا ہے **مجھے** افسوس ہے اس اسمبلی xxxx xxxxx xxxx xxxx xxxx xxxx (الفاظ حذف کئے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر :- حضور آپ رولز ۳۴ کے تحت کوئی بھی بات اسمبلی سے متعلق خط کے ذریعے تحریری طور پر اسپیکر صاحب سے خط کے ذریعے دریافت کرسکتے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! وزیر موصوف کو ان چیزوں کے بارے میں معلوم تھا نہ جانے وہ کیوں خاموش رہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- اسمبلی سے متعلق جو گفتگو ہوئی ہے اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

xxxx xxxx xxxx xxxx xxxx xxxx جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب کے حکم سے کارروائی حذف کیا گیا۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- جناب سردار صاحب آپ کی بات کا جواب دے دوں بعض دور دراز جگہوں کے کوٹوں میں ہم نے واقعی کمی کی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ دور دراز علاقوں کے لئے ہے جہاں ہمیں ٹیکنیکل اسٹاف کی ضرورت پڑتی ہے وہاں پر نہ ٹریننگ سینٹر ہیں نہ شارٹ ھینڈ ٹائیپ نہ اسٹینو گرافری سکھانے کے ادارے ہیں تو جس ٹیکنیکل کوالفیکشن کے لڑکے ہمیں چاہئے ہوتے ہیں وہ نہیں ملتے ہیں اس لئے ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے اس کی ریلکیشن relaxation لی۔ اس کا تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود ہے کہ چونکہ وہ لڑکے ٹیکنیکل ھینڈ ہوتے ہیں تو اس کوٹہ کو ایگزمپٹ Exempt کیا جائے تو ہو اس لحاظ سے رکھے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جیسا کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ وہ ٹیکنیکل ہیں جو بھی اپوائنٹ ہوئے ہیں وہ کنڈیشن پر ہیں۔ کہ بعد میں یہ سیکھ لیں گے مگر چار سال گزر جانے کے باوجود کچھ نہیں ہوا ہے کہ وہ اس کنڈیشن پر پورے اترے ہیں۔ اب اہلیت پر پورے

اتر گئے ہیں؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- خیر یہ تو ہماری اہلیت ہے ایک ٹیکنیکل پوسٹ ہوتی ہے ظاہر ہے اس پر پورا کوئی نہیں اترتا ہے تمام بلوچستان میں کوئی ٹریننگ سینٹر نہیں ہیں۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ صاحب سے ہم نے خاص طور پر اس کی ایگزمپشن Exemption لی ہے چونکہ ٹیکنیکل پوسٹ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے دور دراز کے علاقے ہیں۔ ژوب ہے۔ مکران ہے وہاں دور دراز سے اس قابلیت کے لڑکے نہیں ملتے ہیں۔ اور کوئٹہ چونکہ مکس mix سینٹر ہے۔ یہاں تو تمام قومیں آباد ہیں۔ فسلیٹیز facilities زیادہ ہیں۔ لہٰذا کوئٹہ میں تربیت یافتہ لڑکے میسر ہوتے ہیں۔ یہاں اہلیت کافی زیادہ ہے اس لئے ہم نے ایگزمپشن لے کر یہ کیا ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! یہ لسٹ تو کافی لمبی ہے۔ اس کو میں ہاؤس کی پراپرٹی قرار دیتا ہوں اور کیونکہ چیف منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ سینئر وزیر صاحب موجود ہیں ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ میرے دور میں بھرتی نہیں ہوئے ان کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے میں ان کو مہیا کردوں اسی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں جو موجود دور ہے۔ اسٹینوگرافر ۲۴ بھرتی کئے گئے ہیں ان میں چار بغیر اشتہار کے ہوئے ہیں۔ اسسٹنٹ ۸ بھرتی کئے ۴ بغیر اشتہار کے ہیں۔ جونیئر کلرک ۳۰ بھرتی ہوئے ہیں جو ۱۰ بغیر اشتہار کے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ۵ '۶ کہہ رہے ہیں ان کو ڈاکٹر صاحب ۵ '۶ سمجھتے ہیں۔ یہ جو اپوائنٹ appount ہوئے ہیں کس طریقہ کار کے تحت ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- اس سوال پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اگلا سوال ۱۹۹ جناب اختر مینگل صاحب کا ہے وہ دریافت فرمائیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا اس کا کوئی حل ہے؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- اکٹھے بیٹھ کر

مل کر کچھ کریں گے۔

X ۱۹۹ **سردار محمد اختر مینگل** :- کیا وزیر ملازمت ھاء و امور انتظامیہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال ۸۹-۱۹۸۸ء کے دوران ضلع خاران میں محکمہ لوکل گورنمنٹ میں بڑے پیانے پر تقیاتی مد میں مبلغ =/ ۳۹۷۹۲۹۸ روپیہ مالیت کی ترقیاتی رقوم خرد برد ہوئی تھی، جس کی تحقیقات کے لئے ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی اور مذکورہ کمیٹی نے مبینہ ملزمان عمران افضل چیمہ ڈپٹی کمشنر مسٹر پرویز ایس - ڈی - او لوکل گورنمنٹ اور باز محمد کنسٹریکٹر وغیرہ پر خرد برد کا جرم ثابت کردیا تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا عوامی رقوم کو ضیاع / خرد برد میں ملوث بدعنوان آفیسران کے خلاف اضباطی کارروائی ہوئی ہے۔ یا کہ متعلقہ آفیسر کو مزید ترقی دے کر سیکریٹری کے عہدہ پر تعینات کیا گیا ہے۔

وزیر ملازمت ھاء و امور انتظامیہ :- (الف) یہ درست ہے کہ مالی سال ۸۹-۱۹۸۸ء کے دوران ضلع خاران میں محکمہ لوکل گورنمنٹ میں -/۳۹،۷۹،۹۸ روپے مالیت کی ترقیاتی رقوم کی خرد برد کی رپورٹ ہوئی جس پر حکومت نے ایک کمیٹی محمد اعظم بلوچ چیف انجنیئر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ کی سربراہی میں تشکیل دی جس نے عران افضل چیمہ سابق ڈپٹی کمشنر خاران کے علاوہ حاجی شاہ سلیم سابقہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل خاران عبدالرشید ADLG، محمد یوسف ADLG اور پرویز اسسٹنٹ انجنیئر ٹھیکیداران محمد یعقوب یار محمد مبارک علی کو خرد برد کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

(ب) عمران افضل چیمہ کے خلاف محکمانہ کارروائی کے احکامات جاری ہوئے اور اس وقت کے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو مسٹر عاشق صدیقی کو Authorised Officer مقرر کیا گیا۔ جس نے مسٹر ناصرالدین احمد کو انکوائری آفیسر مقرر کیا جن کی رپورٹ کا انتظار ہے۔

جبکہ دیگر ملزمان ٹھیکیداران کے خلاف مقدمہ فرد نمبر ۹۰/K/۱ مورخہ ۱۸/۴/۱۹۹۰ء محکمہ لوکل گورنمنٹ کی رپورٹ پر درج ہوا مقدمہ کی تفتیش مکمل کرنے کے بعد پراونشل اینٹی کرپشن کونسل میں پیش کیا گیا۔ جس نے ملزمان کو چالان عدالت کرنے کی منظوری دی حسب ضابطہ گرفتاری ملزمان کی اجازت طلب کی گئی ہے۔ جو تاحال موصول نہیں ہوئی ہے۔ آفیسران کی ترقی کے بارے میں اس اسٹیبلشمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- اسے بھی اگر پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے کوئی ضمنی سوال؟

سردار محمد اختر مینگل :- (ضمنی سوال) جناب! جیسا کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ محمد اعظم بلوچ چیف انجنیئر پبلک ہیلتھ کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی کمیٹی قائم کی گئی تھی سلیم درانی جو اس وقت سیکریٹری پی اینڈ ڈی تھے اسی کیس کے سلسلے میں جناب اسپیکر! دو کمیٹیاں جو تشکیل دی گئی تھیں انہوں نے عمران افضل چیمہ کے خلاف اپنی رپورٹ بھی دی فیصلہ بھی سنایا۔ پھر اس کے بعد تیسری کمیٹی کا کیا جواز تھا کیا وجوہات تھیں جس کی وجہ سے کمیٹی بنائی گئی تھی حتی الوسع یہ کوشش کی جارہی ہے کہ دو کمیٹیوں سے وہ مجرم ثابت ہوا تیسری کمیٹی میں اس کو بری کرنے کے لئے تیسری کمیٹی بنائی گئی ہے تیسری کمیٹی بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ تیسری کمیٹی کس لحاظ سے بنائی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جی منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- میرے خیال میں بعض اوقات لوگ اپیل کرلیتے ہیں کسی کے متعلق اپیل --- اپیل کرنے کا ان کو حق دیا جاتا ہے تاکہ فلاں فلاں میرے ساتھ personal ہورہے ہیں تو اس لئے ان کو تھرڈ

آپشن thrid option جس طرح کہ سول کورٹ ہے پھر سیشن کورٹ ہے اور پھر ہائی کورٹ ہے۔ پھر سپریم کورٹ ے ایک دوسرے پر آپ اس کو وہ کرتے ہیں تو میرے خیال ہے اس لئے اس نے اپیل کی کی ہوگئی۔ کیونکہ یہ پہلے کا کیس ہے لہٰذا میرا زیادہ وہ ہے کہ اپیل کرنے کے بعد پھر ان کی حق دیا ہوگا۔

سردار محمد اختر مینگل :۔ جناب اسپیکر! جواب جو دیا گیا ہے کہ "آفیسران کی ترقی کے بارے میں اس اسٹیبلشمنٹ کا کوئی تعلق نہیں" تو ٹھیک ہے ہم آپ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں لیکن جب مرکزی حکومت کسی افسر کا پروموشن کرتی ہے ریفرنس کے حوالے سے صوبائی حکومت ہی اس کو تجویز پیش کرتی ہے یا صوبائی حکومت نے کیا یہ جو ۳۹ لاکھ روپے کا جو غبن ہوا ہے خاران ڈسٹرکٹ میں جب وہ ڈپٹی کمشنر تھے اس کی نشاندہی مرکزی حکومت کو نہیں کی گئی۔ میرے خیال میں جہاں تک کہ سلیکشن کمیٹی ہے سلیکشن کمیٹی دوسرے محکموں کے سیکریٹریوں اور مختلف لوگوں پر مشتمل ہوتی ہیں وہ اس کے اے سی آر اور دوسرے مختلف ریکارڈ اور جو چیزیں وہ دیکھتی ہیں quantification کرتی ہے کہ اس قابل ہے یا نہیں ہے تو شاید کہ کیس کا جو انہوں نے جو فیصلہ لکھا ہے یا کیس کی جو انہوں نے نوعیت لکھی ہے شاید وہ اس کے سامنے زیادہ hinderance نہ پیدا کر سکی لہٰذا وہ اپنی جگہ اور کیس ان کی اپنی جگہ جو چل رہے ہیں یا جن جن جگہوں میں چل سکتے ہیں یا ابھی تک کچھ لوگوں پر شروع ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :۔ جناب اسپیکر! According to Rules جس افسر کے خلاف کوئی کارروائی ہو رہی ہے یا کوئی تحقیقات ہو رہی ہے اس کی ترقی نہیں ہو سکتی تو یہ جو ہمارے عمران افضل چیمہ ہیں ان کو ڈپٹی کمشنر سے سیکریٹری لائیوں اسٹاک بنا دیا گیا ہے آیا حکومت کی Knowledge یہ بات نہیں تھی کہ اس نے اتنا بڑا غبن کیا ہوا ہے وہ کمیٹیوں نے اس کے خلاف باقاعدہ فیصلہ دیا ہے تو کیا وجوہات تھیں کیا وہ تعلقات تھے جن کی

بناء پر اس کو ترقیات دی گئیں۔ سب چیزوں کو نظرانداز کر کے؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- جہاں تک کہ اس مسئلہ ہے کہ سلیکشن بورڈ نے کیوں اس کو سلیکٹ کیا ابھی مجھے وہ details کا پتہ نہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر سلیکشن بورڈ نے اس کو consider کیا ہے تو میرے خیال میں اس کو سامنے لایا جاسکتا ہے پوچھا جاسکتا ہے کہ آپ کا سوال کہ "سلیکشن بورڈ نے ان کے باوجود اس کی پروموشن کیوں consider کی ہے؟" اس کا جواب وہ جو آپ کی details ہیں وہ آپ کے سامنے لائیں گے ہم

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ وہ ڈپٹی کمشنر سے سیکریٹری کے عہدے پر آیا ہوا ہے ایک تو یہ تھا کہ --- تقریباً پانچ سال ہوئے ہیں جو تیسری انکوائری اس کے خلاف ہو رہی ہے اس کو پانچ سال ہوئے ہیں اس کی ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ہے اسی پانچ سال کے دوران ترقی بھی پا گیا ترقی کے ساتھ ساتھ اس اس کی پوسٹنگ بھی ہوئی ہے۔ لائیو اسٹاک۔ خاران کو تو اس نے بنجر بنادیا اب خدا خیر کرے لائیور اسٹاک جو ہماری بھیڑ بکریاں بچی ہوئی ہیں ان کا بھی وہ خون نہ چوس لے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- میرے خیال میں سردار صاحب آپ اپنی جگہ پہ ---- ٹھیک ہیں۔ کہ اگر واقعی وہ اس قابل نہیں تھا ویسے ڈی سی ۱۹ گریڈ کے ۱۸ گریڈ کے ڈی سی بھی ہوتے ہیں سیکریٹری بھی ۱۹ گریڈ کے ہوتے ہیں اور کمشنر بھی۔ اس لئے ضروری نہیں ہے کہ اس کی ترقی ہوئی ہو لیکن اگر ترقی ہوئی ہے بورڈ نے اس کو سلیکٹ select کیا ہوا ہے تو پھر آپ کا سوال اپنی جگہ کہ کیا اس کے گناہیں اتنی زیادہ تھیں کہ اس میں آڑے آسکتی تھیں یا نہیں یعنی اس کو Hinder کر سکتی یا نہیں؟ تو یہ ہم معلوم کرلیں گے آپ کی اس کے لئے۔ کیونکہ یہ واقعی اپنی جگہ ہوا کہ اس میں ایک کیس چل رہا تھا اس کو ترقی ملی تو سلیکشن بورڈ نے اس کو کس طرح کیا ہے؟ یہ تفصیل ہم آپ کے

سامنے انشاء اللہ لائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مسلمہ پارلیمانی پریکٹس یہ ہے کہ وزراء صاحبان ممبران کے سوالات کے جوابات کے لئے تیار ہو کر آیا کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے تسلی دی ہوئی ہے۔ ویسے تسلیوں پر صوبہ بلوچستان کا نام تو ویسے ہی بدنام ہے کہ وہ چل رہا ہے اگر واقعی وہ تسلی دے رہے ہیں کہ اس کی تحقیقات کی جائے گی تو ٹھیک ہے لیکن حکومت خود یہ کہہ رہی ہے کہ وہ کرپشن کو ختم کرانا چاہتی ہے لیکن کرپٹ Corrupt افسر کی حوصلہ افزائی ہو حوصلہ شکنی کی بجائے حوصلہ افزائی ہو تو افزائی ہو تو میرے خیال میں کرپشن کو گھٹایا نہیں بلکہ بڑھایا جا رہا ہے۔

رخصت کی درخواستیں

جناب ڈپٹی اسپیکر :- رخصت کی درخواست ہو تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) :- جناب سعید احمد ھاشمی مورخہ ٦ جولائی کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکتے اس لئے انھوں نے رخصت کی درخواست دہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) :- نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) :- جناب عبید اللہ جان بابت

سرکاری دورے پر لورالائی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انھوں نے آج سے اختتام اجلاس چھٹی کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) :- سردار ثناء اللہ خان زھری صاحب کوئٹہ سے باہر گئے ہیں لہٰذا انھوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) :- مسٹر عبدالحمید خان آچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے انھوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا عبدالباری صاحب قرارداد نمبر ۲۷ پیش کریں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :-

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ سابقہ حکومتوں نے کچی آبادیوں کے مکینوں کو ان کے ملانات کے مالکانہ حقوق دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس وعدے پر عملدرآمد نہ ہوسکا۔ لہٰذا صوبے کی تمام کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں

نیز مالکانہ حقوق دہی کا طریقہ کار سہل اور آسان بنایا جائے تاکہ کچی آبادیوں میں مقیم تمام لوگ پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ :-

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ سابقہ حکومتوں نے کچی آبادیوں کے مکینوں کو ان کے ملانات کے مالکانہ حقوق دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس وعدے پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ لہٰذا صوبے کی تمام کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں نیز مالکانہ حقوق دہی کا طریقہ کار سہل اور آسان بنایا جائے تاکہ کچی آبادیوں میں مقیم تمام لوگ پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! کچی آبادی قانون مجریہ ۱۹۸۷ء کے تحت اور وفاقی حکومت کے فراہم کردہ رہنما اصول کے روشنی میں وہ آبادیاں آتی ہیں۔ جوکہ ۳۰ مارچ ۱۹۸۳ء سے پہلے سرکاری یا نجی زمینوں پر غیر قانونی طور پر آباد ہو اور اس آبادی میں کم از کم ۶۶ کی آبادیاں آتی ہیں۔ حکومت وقت نے ان کچی آبادیوں کی ترقی اور بحالی کے لئے پانی کی فراہمی سڑکوں نالیوں تعمیر کا ایک مرحلہ وار پروگرام ترتیب دیا۔ جناب اسپیکر! اس حوالے سے اگرچہ سابقہ حکومتوں نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے سلسلے میں احکامات صادر فرمائے گئے تھے۔ لیکن انہی احکامات سے صرف چھ بااثر لوگ ضرور مستفید ہوئے لیکن مجموعی عوام اور خصوصاً مظلوم اور مجبور طبقہ کو کوئی افادیت نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے مالکانہ حقوق کا غلط طریقہ کار تھا۔ جناب اسپیکر اب صورت حال یہ ہے کہ ان غریبوں کے خود اپنے رہائشی مکان کے انتقالات بااثر لوگوں نے اپنے نام تقسیم کیا اور ان غریب لوگوں سے اپنے منہ مانگے دام لینے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! دوسری جانب یہ غریب لوگ اپنے محنت سے بنائیں ہوئے مکانوں میں اجنبیوں کی طرح جیسے خود و ھراس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ جناب اسپیکر میری تجویز یہ ہوگی کہ تمام کچی آبادیوں میں رہائش پذیر لوگوں کو

حکومت آسان اقساط پر حکومت کی ریٹ کے مطابق قیمت وصول کرکے اصل مالک اراضی کو ادا کریں۔ اس طریقے سے جناب اسپیکر

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :- جناب اسپیکر! معزز رکن نے جس سلسلے میں قرارداد پیش کی ہے۔ حکومت اس سلسلے میں پالیسی رکھتی ہے۔ ہم اس کو کابینہ کے سامنے رکھ دیں گے جو پراسیس ہم کررہے ہیں۔ میں اپنے محترم دوست سے یہی عرض کرونگا کہ اس مسئلے میں already کام ہورہا ہے لہذا وہ اپنے قرارداد پر زور نہیں دیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! مارشل لاء دور حکومت اور سول دور حکومت میں جو احکامات صادر فرمائے تھے۔ میں نے وہ بات کی۔ کہ اس سسٹم میں کچھ مشکلات ضرور ہونگے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! آپ نے معزز رکن کو موقع دیا اس نے جو کہنا تھا۔ کہہ دیا ہم نے اس کو ٹریژری بینچز کی جانب سے پرپوزل دے دی اگر وہ اس کو قبول کرتا ہیں ٹھیک ہے ورنہ رائے شماری کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا صاحب آپ اپنی قرارداد پر زور دینا چاہیں گے؟

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! میں اس پر زور نہیں دیتا ہوں اس کو ایوان میں منظور کروانا چاہتا ہوں میرے خیال میں گورنمنٹ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے طریقہ کار آسان کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) :- جناب اسپیکر! میرے خیال میں قرارداد ٹھیک ٹھاک ہے اس میں تھوڑا سا الفاظ کا ھیر پھیر ہے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں کہ غریبوں کی آسان قسطوں پر زمین ملنی چاہیئے۔ ہم اس کو کابینہ میں پیش کریں گے۔ اور انشاء اللہ جتنے

بھی سہولیات کی اس میں گنجائش ہو اس کو لائیں گے۔ میرے خیال میں مولانا صاحب بھی یہی چاہتے ہیں۔ میری مولانا صاحب سے اتنی عرض ہے کہ وہ اپنی قرارداد پر زور نہ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ قرارداد منظور کی جائے ؟

(قرارداد نامنظور کی گئی)

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر ! اس قرارداد کو اختلاف کا بہانہ بنایا۔ گورنمنٹ تعصب کر رہی ہے۔ انھیں عوام سے کوئی دلچسپی نہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :- ہم اپنا رائٹ آپ کو نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں قرارداد نمبر ۳۲ محرک نے قرارداد نمبر ۳۲ واپس لے لی۔ قرارداد نمبر ۴۲ جناب مولانا عبدالواسع صاحب پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :-

اس وقت صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے قائم پرائیوٹ ہسپتالوں کے چارجز ناقابل برداشت ہیں۔ وہ مجبور مریضوں سے من مانے چارجز وصول کرتے ہیں۔ صوبائی ہسپتالوں میں مریضوں کو مناسب علاج معالجہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ پرائیوٹ ہسپتالوں کا رخ کرتے ہیں اور تمام سرکاری ماہر امراض ڈاکٹرز اپنے پرائیوٹ کلینک میں زیادہ وقت دیتے ہیں لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ایسے تمام پرائیوٹ ہسپتالوں کے ناقابل برداشت چارجز کو یکساں اور مناسب سطح پر رکھنے کے لئے ایک محکمانہ بشمول عوامی نمائندوں پر مشتمل خصوصی کمیٹی تشکیل دے تاکہ اس مسئلے کا تدارک کیا جاسکے

جناب ڈپٹی اسپیکر :- قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ :-

اس وقت صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے قائم پرائیوٹ ہسپتالوں کے چارجز ناقابل برداشت ہیں۔ وہ مجبور مریضوں سے من مانے چارجز وصول کرتے ہیں۔ صوبائی ہسپتالوں میں مریضوں کو مناسب علاج معالجہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ پرائیوٹ ہسپتالوں کا رخ کرتے ہیں اور تمام سرکاری ماہر امراض ڈاکٹرز اپنے پرائیوٹ کلینک میں زیادہ وقت دیتے ہیں لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ایسے تمام پرائیوٹ ہسپتالوں کے ناقابل برداشت چارجز کو یکساں اور مناسب سطح پر رکھنے کے لئے ایک محکمانہ بشمول عوامی نمائندوں پر مشتمل خصوصی کمیٹی تشکیل دے تاکہ اس مسئلے کا تدارک کیا جاسکے

جناب ڈپٹی اسپیکر :- جی مولانا صاحب

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ صحت انسانوں کے بنیادی حقوق سے ہے اور حکومت وقت کا یہ فرض بنتا ہے کہ لوگوں کو بنیادی حقوق کے بارے میں ان کو سہولیات کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ لہٰذا آج کل ہمارے ملک میں اور صوبے میں ڈاکٹر جو برائے راست انسانوں کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں جو پرائیوٹ ہسپتال ہیں اور خصوصاً ہمارے صوبے میں جناب اسپیکر! آپ دیکھیں تو یہاں کوئٹہ میں جتنا بھی اچھا ہوٹل ہو اس کے کمرے کا کرایہ دو سو ڈھائی سو سے زیادہ نہیں ہے لیکن جناب اسپیکر صاحب! پرائیوٹ ہسپتال جو ہے وہ بیچارے اور غریب مظلوم لوگوں سے وہ مجبور ہو کر ان سے تقریباً چھ سات سو اٹھ سو ایک ہزار تک ان سے چارجز لیتے ہیں۔ لہٰذا میں تمام عوامی نمائندوں سے اور اس معزز اراکن اسمبلی سے گزراش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- کچکول صاحب کوئی ممبر تقریر کر رہا ہو تو اس دوران بات چیت نہیں کرنا چاہئے۔

مولانا عبدالواسع :۔ انسائیت کا مسئلہ ہے اور انسانیت کا دارومدار اس پر ہے لہٰذا یہ قرارداد منظور کرکے اور پرائیوٹ ہسپتال کا جو یہ حال ہے ان کو صحیح طریقے پر اور مناسب rate پر بنائیں جائیں اور دوسری گزراش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جناب اسپیکر! ہماری صوبائی حکومت کا جو سول ہسپتال ہے اور سرکاری جتنے بھی ہسپتال ہیں وہاں مریضوں کے علاج کے لئے کوئی سہولت نہیں ہے اس وجہ سے لوگ پرائیوٹ ہسپتالوں میں جانے کا ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس کے برعکس حکومت اور سرکاری افیسروں کی عیاشی پر جتنے بھی اخراجات ہورہے ہیں اگر یہ خرچہ یعنی ایک تہائی خرچہ ہسپتال کے سامان پر خرچ ہوجائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حالات اس سے زیادہ بہتر ہوجائینگے اور سول ہسپتال میں دل کے مریضوں کے لئے کوئی چیز نہیں ہیں یعنی دل کا مرض کتنا اہم مرض ہے۔ وہ heart attack جو ہے میں نے ڈاکٹروں سے سنا ہے۔ heart attack والوں میں ایسے مریض بھی ہوتے ہیں کہ آدھ گھنٹے میں وہ ایک سی سی او ایک مشین ہے اگر وہ ہو ہسپتال میں تو سی سی او کے معاونت سے وہ اپنا زندگی بچا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے صوبے میں نہ سی سی او کا مشین ہے نہ انجوگرافی ہے اور یہ سی سی او مشین جو ہے دوسروں صوبوں میں ضلعی ھیڈ کوارٹر تک بھی موجود ہیں۔ لیکن ہمارا جو صوبائی درالحکومت ہے اور صوبائی ہسپتال ہے اس میں بھی دل کے مریضوں کے لئے نہ یہ انجوگرافی کی مشین ہے وہ دل کے مریضوں کے لئے وہ بھی ہمارے صوبے میں موجود نہیں ہے لہٰذا میں صوبائی حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ قرارواو منظور کرکے پرائیوٹ ہسپتالوں کے بارے میں اور دوسرا گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہسپتال کا جو خستہ حالت ہے اس کو صحیح طریقے پر بنایا جائے اور دوسری عیاشیوں اور دوسری اخراجات کو کم کرکے صوبائی درالحکومت اور صوبے کے جتنے بھی ضلعی ہسپتال ہیں ان کی حالت بہتر بنائے جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ اگر کوئی اور ممبر بولانا چاہئیں۔

سردار محمد طاہر خان لونی (وزیر محنت) :- جناب اسپیکر! مولانا صاحب پرائیوٹ ڈاکٹروں پر جو الزام لگایا ہے میرے خیال میں وہ کسی حد تک غلط ہے ہمارے ڈاکٹر صاحبان جو ہیں جو پروفیسر صاحبان ہیں وہ بڑے لائق اور غریب عوام کے ہمدرد ہیں یہ میں آپ کو حقیقت بتانا چاہتا ہوں کہ ہر ڈاکٹر جو پرائیوٹ کلینک میں بیٹھتا ہے وہ دن میں آٹھ دس غریب لوگوں کو مفت دیکھتا ہے۔ مگر ڈاکٹر کی فیس اس کا حق بنتا ہے وہ اس کا محنت ہے۔ مولانا صاحب شائد ہو سکتا ہے ایک آدھ ڈاکٹر ایسے بھی ہوں کہ وہ پیسے ہی لوٹنا چاہتے ہوں مگر سب ڈاکٹر جو ہیں وہ اس طرح نہیں ہیں میں مولانا صاحب کو یہ تسلی دونگا کہ میں خود اس شہر میں پرائیوٹ ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہوں اور اس مسئلے پر ان سے بات کرتا ہوں مگر یہ مسئلہ پہلے ہی سے اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا ہوا ہے میرے خیال میں اس پر زیادہ بحث مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟

(قرارداد نامنظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر :- مولانا صاحب تشریف رکھیں قرارداد نمبر ۴۴ محرک کی عدم موجودگی کی بناء پر قرارداد پیش نہ ہو سکی۔ قرارداد نمبر ۴۶ محرکین نے قرارداد نمبر ۴۶ واپس لے لی۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۴ء بوقت تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس چار بجکر پینتیس منٹ سہ پہر مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۴ء (بروز یکشنبہ) تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی ہو گیا)